سوال

(250) ورثاء میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ : شیخ غلام سرور نے عرصہ ساٹھ سال کا ہوا انتقال کیا۔ تو اپنے وارثوں میں دو فرزند : شیخ غلام جیلانی و شیخ غلام ربانی و دو دختر : ایک مسماۃ حفیظ النساء دوسری وحید النساء اور ایک برادر حقیق : شیخ غلام حیدر اور دو بھائی سوتیلے مسمیان : شیخ غلام حسن اور شیخ محمد حسن چھوڑے۔ سب سے پہلے مسماۃ حفیظ النساء نے انتقال کیا۔ مرنے والوں میں ایک اپنا خاوند : شیخ عنایت علی اور دو بھائی : شیخ غلام جیلانی و شیخ غلام ربانی ویک ہمشیرہ : وحید النساء کو چھوڑا، مسماۃ حفیظ النساء کے خاوند شیخ عنایت علی نے انتقال کیا، وارثوں میں اپنی پھوپھی کے فرزند کا پوتا شیخ سمیع اللہ چھوڑا، بعدہ شیخ غلام جیلانی نے انتقال کیا، وارثوں میں اپنا : ایک فرزند، شیخ عبد الحق اور ایک اپنا بھائی شیخ غلام ربانی اور ایک ہمشیرہ مسماۃ وحید النساء چھوڑا، اور ان کے بعد وحید النساء نے انتقال کیا، وارثوں میں ایک خاوند : شیخ غلام صفدر اور دو دیور : شیخ عبد الغنی و شیخ عبد الرزاق ایک اپنا بھائی : شیخ غلام ربانی اور ایک اپنا برادر زادہ : شیخ عبد الحق کو چھوڑا۔

شیخ غلام سرور کے وقت سے اس وقت تک کل جائداد زرعی و سکنی و قرضہ مشترکہ رہا۔ مگر قرضہ شیخ غلام جیلانی و شیخ غلام ربانی کے وقت کا تھا۔ شیخ غلام ربانی باہر روزگار پر رہے اور روپیہ بھیجتے رہے۔ شیخ عبد الحق خانہ نشین رہے، جائیداد باغ وغیرہ کا تردد کرتے رہے اور آمدنی لیتے رہے، جب آپس میں قرض تقسیم ہوا تو نصف نصف روپیہ ہر دو صاحبوں کے ذمہ ہوا شیخ غلام ربانی اپنے نصف روپیہ قرضہ کو جوان کے ذمہ تھا جائداد مشترکہ کی آمدنی سے ادا کرنے کو عبد الحق سے کہہ کر باہر روزگار پر چلے گئے اور تا وقت تقسیم جائداد، جائداد کی آمدنی سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اس کے بعد جس کو عرصہ آٹھ سال کا ہوا کل جائداد زرعی و سکنی ہر دو چچا بھتیجے کے تقسیم ہوئے تو نصف نصف کرلی۔ بروقت تقسیم جائداد سب قرضہ میں تنازع ہوا تو شیخ عبد الحق نے نصف روپیہ قرضہ کا جو ذمہ شیخ غلام ربانی بروقت۔۔۔۔۔ شیخ غلام ربانی نے کہا کہ جو آمدنی جائداد کی تھی وقت تقسیم قرضہ سے اب تک اس میں میرے ذمہ کا قرضہ ادا ہوگیا، اور اگر نہیں ادا ہوا، تو جو وقت تقسیم قرضہ سے اب تک جائداد کی آمدنی ہے اوس کا حساب دو۔ اور آمدنی وہ قرار پائی تھی کہ جو بروقت تقسیم قرضہ اوسط درجہ کی تھی۔ شیخ عبد الحق نے حساب نہیں دیا اگر حساب دے دیتے تو۔۔۔۔ پس اس صورت میں شیخ غلام ربانی کا قرضہ ادا ہوا یا نہیں؟اگر نہیں تو اتنے عرصہ تک کی آمدنی جس کو شیخ غلام ربانی نے شیخ عبد الحق سے اس خیال میں کہ میرے ذمہ کا قرض ادا ہو جائے نہیں لیا۔ آیا شیخ عبد الحق کو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

اب شیخ غلام ربانی نے انتقال کیا، وارثوں میں دو دختر : ایک فاطمہ بیگم دوسری عائشہ بیگم و ایک برادر زادہ : شیخ عبد الحق و ایک پوتی جس کے والد نے اپنے باپ کی حیات میں انتقال کیا چھوڑے، اور شیخ غلام ربانی نے قبل از انتقال ایک وصیت نامہ بدیں مضمون تحریر کردیا کہ ہم دونوں چچا بھتیجا نے جائداد موجودہ بروقت تقسیم نصف نصف تقسیم کرلی تھی اور اب میرے وارثوں میں سوائے دو لڑکیوں کے اور کوئی وارث نہیں ہے، اور اب جو میرا قرضہ حال میں ہے وہ میرے وارث ادا کریں، اور جو میری چھوٹی لڑخی ناکتخدا ہے اس کی شادی میری جائداد کی آمدنی سے کی جاوے۔

اور عبد اللہ کو میں چھوٹے سے پالا ہے اس نے میری بہت خدمت کی ہے، سب شریک شامل ہو کر چار روپیہ ماہوار کی اس کے ساتھ سلوک کرتے رہیں۔ اگر ہماری تقسیم مذکور بالا بموجب شرع شریف کے ہوئی ہے تو بہتر ہے، ورنہ از سر نو کل جائداد کا تقسیم ہونا چاہیے اور جس جس کو جو حصہ پہنچے وہ ملنا چاہیے۔ اب سوال دریافت طلب ہے کہ جو ترکہ شیخ غلام ربانی کو مورث اعلی سے ملے گا یا جو خود اون کا بذاتہ ہے بعد انتقال شیخ غلام ربانی کے کون کون حصہ دار پانے کے مستحق ہیں؟ اور وصیت نامہ کس کس پر موثر ہوسکتا ہے؟ اور اگر کوئی وارث اپنی خوشی سے اپنا حصہ نہ لے تو وہ حصہ کیا کیا جاوے؟ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ احد الشریکین نے اگر دوسرے شریک کے حصہ میں تصرف کیا تو آمدنی دوسرے شریک کے حصہ کی ہے ، اس کو ادا کرنا واجب ہے اور خود اس کے لئے حرام خبیث ہے قال فی الفتاوی الحمادیہ : واذا اجروا اخذ لاجر ینظر الی نصیب شریکہ من الاجر یرد ذلک علیہ ان قدر والا یتصدق بہ لانہ تمکن فیہ خبث بحق شریکہ وکان کالغاصب اذا اجر و قبض الاجر یتصد اوریردہ علی المغضوب منہ اما ما یخص نصیبہ فیطیب لہ لانہ لاخبث فیہ انتہی انتھی عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ احد الشریکین کے حصہ کی آمدنی دوسرے شریک کو حرام ہے، متصرف کو چاہیے کہ اپنے شریک کی آمدنی اس کو ادا کردے ۔

صورت مذکورہ میں جب شیخ غلام ربانی نے شیخ عبد الحق سے کہا کہ جو ہمارے حصہ مشترکہ کی آمدنی ہے اس سے ہمارے ذمہ کا قرض ادا کردینا، یہ کہہ کر روزگار میں چلے گئے۔ اس لئے یہ صورت توکیل ہوئی یعنی : شیخ عبد الحق کو حصہ مشترکہ کی آمدنی سے قرضہ ادا کرنے کا وکیل بنایا، یہ توکیل بموجب شرع صحیح ہوئی، (عربی) اور پر ظاہر ہے کہ شیخ غلام ربانی بنفسہ قرضہ اپنا آمدنی جائداد مشترکہ سے ادا کرسکتے ہیں، بنفسہ اس لئے توکیل بھی صحیح ہوئی۔ پس صورت مذکورہ میں حسب توکیل شیخ غلام ربانی، شیخ غلام ربانی، شیخ عبد الحق کو بمقدار آمدنی حصہ شیخ غلام ربانی قرضہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر قرضہ ادا کردیا تو فہو المراد ہے کہ حساب کرکے ذرہ ذرہ ورثاء شیخ غلام ربانی کو دے دیں، جیسا کہ عبارت مذکورہ بالا سے واضح ہے ، ورثاء بعد ادائے قرضہ مذکورہ جو بچے حسب حصص رسدی تقسیم کرلیں (قال فی الفتاوی الحمادیۃ نقلا عن شرح الطھاوی : وکل عقد یتصرف فیہ الموکل بنفسہ یجوز فیہ التوکل) اور جب آمدنی وہ قرار پائی تھی جو وقت تقسیم قرضہ اوسط درجہ کی تھی تو اب نزاع تعیین مقدار آمدنی میں بھی نہ رہا۔

اور شیخ غلام ربانی و شیخ عبد الحق نے جو جائداد مورث اعلی یعنی : شیخ غلام سرور کی نصف نصف باہم تقسیم کرلی بموجب شریعت صحیح نہیں ہوئی، کیوں کہ اور ورثاء مورث اعلی محروم و بے نصیب رہ جاتے ہیں اور یہ ظلم ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (سورة البقرہ:190)

تفصیل اور نقشہ کے لیے کتاب کا مطالعہ کریں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الفرائض والھبۃ

صفحہ نمبر 455

محدث فتویٰ